شرح قیمت چندہ ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر

خواص سے ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۷ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ... ... ۱۲ روپے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

الحکم

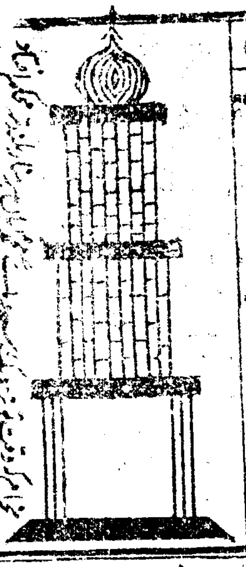
جلد ۱۵

قادیان دارالامان

۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب عرفانی



دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اعتقاد زبانی طور [illegible]
[illegible] سمجھ سکتا کہ کوئی دانا انسان جو اللہ تعالیٰ
[illegible] یہ کہتا ہو یہ کہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ
میں نہیں ہیں۔ بلکہ کسی اور کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں ایک سچائی کا بیان کیا ہے۔ تو اس پر پنڈت جی کا
کیا اعتراض ہے۔ یہ زیادتی انہوں نے کہاں سے نکالی کہ
زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اسے خدا خود استعمال کرتا ہے اور بندوں
کی طرح ان اشیاء کا محتاج ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر تو نہیں
کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشیاء کس کے لئے پیدا کی ہیں۔ بلکہ یہ لکھا
گیا ہے کہ یہ سب چیزیں کس کی ملکیت میں ہیں اور ان اشیاء پر خدا تعالیٰ
کی ملکیت کا انکار خود آریہ صاحب بھی نہیں کرتے۔ پھر یہ اعتراض
نہ معلوم کیا سوچ کر کیا گیا تھا۔ شاید کہہ دیا جائے کہ یہ پریس کی غلطی
تھی۔ پنڈت صاحب نے یہ اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ بعض حاسدوں
نے اپنی طرف سے ملا دیا۔ لیکن یہ بات تب درست ہوگی۔ کہ جب
آریہ پرتی ندھی سبھا اس اعتراض اور اسی طرح دیگر کل اس قسم کے
اعتراضات کے اخراج کا رزولیوشن پاس کرے اور آئندہ ایڈیشن
میں ستیارتھ پرکاش میں وہ درج نہ کئے جائیں۔

اعتراض نمبر ۱۳۵۔ اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہتا ہے پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے (سورۃ عمران ۱۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں خدا کے ساتھ ایمان میں شریک کیا ہے۔ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اسی لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا۔ تو ضرور خیال از قدرت ہوا۔ صفحہ ۱۲۵

اس اعتراض میں پنڈت صاحب نے دو ایجادیں کی ہیں۔ اور دونوں عجیب ہیں۔ اول تو یہ کہ خدا کے سوا کسی اور پر ایمان لانا بڑا گناہ ہے اور شرک ہے۔ لیکن آپ کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایمان کہتے ماننے کو۔ کیا پنڈت دیانند صاحب کے پیرو بتا سکتے ہیں کہ وہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو نہیں مانتے۔ اگر ایسا ہے تو خود آریہ سماج ہی کا ماننا اور یہ کہنا کہ آریہ سماج کوئی چیز ہے۔ شرک ہو جائیگا کیونکہ وجود میں خدا اور آریہ سماج برابر ہو جائیں گے۔ اور اگر خدا کے سوا کسی اور کی فرمانبرداری شرک ہے یا کسی کی بات ماننی شرک ہے تو والدین کی فرمانبرداری اور گورنمنٹ کی اطاعت خود پنڈت دیانند کی اتباع اور ویدوں کا اقرار سب شرک ہوگا اور کوئی کام نہ رہیگا۔ جس میں شرک نہ ہو۔ کھانے پکاتے ہوئے شرک کرنا پڑیگا۔ کہ ایک چیز آگ ہے۔ پھر وہ جل کر دوسری اشیاء کو پکا دیتی ہے۔ پھر ایک چیز آٹا ہے۔ جو کھانے سے پیٹ کو بھر دیتا ہے۔ اور ان تمام اشیاء کا وجود ماننا اور ان کے خواص پر یقین لانا بھی شرک ہوگا۔ پانی پیتے ہوئے پانی کے وجود کا ایمان اور اس کے خواص پر یقین بھی شرک ہوگا۔ خود شرک کا ماننا یعنی شرک پر ایمان لانا شرک ہو جائیگا اور [illegible] دور تسلسل ہو جائیگا۔ شرک کی یہ تعریف تو نہیں کہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو مانا جائے۔ بلکہ شرک کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ان صفات میں کسی کو خدا کا شریک کرنا جو اس کے لئے خاص ہیں۔ اور جن میں کسی اور کا دخل نہیں اور یا اس حد سے زیادہ کسی کو صفات الٰہیہ میں شریک کرنا جو اس نے مخلوقات و مصنوعات میں ودیعت کی ہیں۔ شرک اول کی مثال خلق ہے کہ اس میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا اور شرک دوم کی مثال سمع ہے۔ کہ اس نے انسانوں اور حیوانوں میں سمع کی طاقت رکھی ہے۔ لیکن ایسی طاقت کسی کو نہیں دی کہ انہیں کانوں کے ساتھ کل دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی آوازوں کو سن لے۔ پس کسی کو خالق ماننا یا اس قسم کا سمیع ماننا کہ کل باریک اور موٹی۔ خفی اور جلی۔ آہستہ اور اونچی سب آوازوں کو یکدم سن لیتا ہے۔ شرک ہوگا۔ نہ کہ کسی کا محض وجود ماننا یا کسی کی عام فرمانبرداری شرک ہوگی۔

دوسری بات جو پنڈت صاحب نے اس آیت سے نکالی ہے یہ ہے کہ اگر ایمان کے معنی آنحضرت کی رسالت کا ماننا ہے۔ (جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے) تو اس پر دوسرا یہ اعتراض پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کیا تھی۔ اور جبکہ آپ کی خدا کو کوئی ضرورت تھی۔ اور آپ کے بغیر خدا کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ تو ضرور قدرت سے خالی ہوا۔ لیکن اس اعتراض کے کرتے وقت [illegible] ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بھی ایک کی بجائے چار رشیوں کو قبول کرتے ہیں۔ پس یہی اعتراض ان پر پڑتا ہے کہ اللہ کو ان رشیوں کی ضرورت کیا تھی؟ کیا پرمیشر ان کے بغیر [illegible] نہیں کر سکتا تھا۔ اور وید ان کے سوا [illegible] نہیں [illegible] تھا اور اگر نہیں بھیج سکتا تھا تو پرمیشر [illegible] کیا ویدوں کا [illegible] ہدایت نہیں دے سکتا تھا۔ اور اگر نہیں تو وید بھی ان کا محتاج ہوا۔ لیکن کیا آریہ صاحبان اس قسم کے بیہودہ اعتراضات کو اپنے رشیوں یا اپنی کتب سماوی کی نسبت برداشت کرینگے۔ اور اگر نہیں تو قرآن شریف پر ان اعتراضات کے کرنے کے کیا معنی ہیں؟

کاش کہ پنڈت صاحب سمجھتے کہ خدا کو ہماری یا کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس دنیا کو اس نے ایک حد تک اسباب کے ساتھ جکڑ دیا ہے۔ بیشک نبی کی اس کو ضرورت نہیں۔ لیکن ہم کو ضرورت ہے۔ ہر ایک تو اس لائق نہیں ہوتا کہ اس پر کلام الٰہی اترے جیسے چار رشیوں پر وید اترے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں پر تو وید نہ اترے۔ پس چونکہ ہر ایک پر کلام نہیں اتر سکتا اور بندوں کو کلام الٰہی کی بھی ضرورت ہے۔ جیسے آریہ ویدوں کے وجود کو مان کر اس بات کے قائل ہیں۔ تو ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو چن کر ان پر کلام نازل کرے۔ جو لوگوں کو اس کلام سے خبردار کریں۔ اب اگر رشیوں کے وجود سے شرک لازم نہیں آتا۔ تو رسولوں کے وجود سے بھی شرک لازم نہیں آتا۔ اور اگر جسمانی سلسلہ کو لے لیں۔ تو جیسے انسانوں کی معرفت مختلف اشیاء کے ملنے سے معطی خدا کا شریک نہیں ہو جاتا [illegible] مذکورہ بالا اشیاء [illegible] ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ کل رشیوں کے وجود سے [illegible] بے ضرورت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہ اعتراضات تو مشتے نمونہ از خروارے [illegible] لکھے گئے ہیں۔ سو اس سارے [illegible] ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے [illegible] ان اعتراضات کا جواب کبھی کبھی مختصراً اسی [illegible] دیا کرینگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک [illegible] مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی محبی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ وہ جو آپ نے میری طرف [illegible] لکھا ہے۔ اس کا حرف حرف آپ کے پر جوش اخلاص اور محبت اور ارادت اور عقیدت سے بھرا ہوا ملتا ہے [illegible] الفاظ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چشمہ صافی یقین اور معرفت سے وہ باتیں نکلی ہیں۔ مجھ کو اس کے پڑھنے سے [illegible] خوشی اور انشراح صدر ہوا۔ وہ اندازہ سے باہر ہے۔ اس میں بعض فقرات ایسے ہیں کہ گویا میرے ہی قلم اور زبان اور دل سے نکلے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جب تک انسان کے اندر وہ درجہ کا خلوص اور [illegible] کی محبت اور اس درجہ کی [illegible] حاصل نہ ہو تب تک ایسے واقعات حقہ کے بیان کرنے پر [illegible] ہونا اس سے مشکل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس تحریر سے بڑا اجر ملا ہوگا۔ آپ کی تحریر میں [illegible] عبارت [illegible] پوری مدالعت ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ میں پاتا ہوں کہ اگر وہ خط روانہ نہیں کیا گیا تو بلا توقف روانہ کر دیا جاوے اور جو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطا فی الاجتہاد کا اعتقاد رکھتے ہیں یعنی یہ اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا گمان کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بہ تقاضائے بشریت سہو کر گئے ہیں۔ ایسا اعتراض ان لوگوں کا کام ہے جن کو قرآن اور حدیث سے کچھ تعلق نہیں اور اپنی ساری عمر غفلت اور نادانی میں گذاری ہے ورنہ یہ مسئلہ تو سواد اعظم اسلام کے مسلمات میں سے ہے۔ اور خود قرآن کریم اس کی شہادت دیتا ہے کہ نبی کے لئے جو ضروریات سے ہے کہ اسرار خفیہ کی پیشگوئیوں کے رموز اس کو سمجھائے جاویں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض پیشگوئیوں کی نسبت آپ فرمایا ہے۔ کہ پہلے میں نے کسی پیشگوئی کے کچھ معنے سمجھے تھے۔ لیکن آخر کو معنے صحیح نہ نکلے اور ظہور کے وقت اس کا مخالف ظاہر ہوا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ایسی حدیثیں بہت سی بھری پڑی ہیں جس شخص کو

کے مفہوم کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر مخصوص بالقیامت نہیں ہاں قیامت بھی ایک ساعت ضرور ہے۔ پس یہ تین جُداجُدا الفاظ ہیں ان کی حقیقت پر غور کروگے تو انشاء اللہ لطف آجائیگا اور حکیم الامتہ کے ترجمہ کے ساتھ

مترجمکا دو گے

پھر تیسری آئت جو سورۃ صٓفٰت کی پیش کی ہے اور اس میں **یوم الدین** کا لفظ آیا ہے۔ اس میں بیشک **یوم الدین** سے مراد وہ جزا و سزا کا وقت ہے جو قیامت میں ہوگا۔ اور ہم اس بات سے کب منکر ہیں ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور حضرت حکیم الامتہ نے اپنے ترجمہ میں کھول کر بتا دیا ہے جیساکہ پہلے نمبر میں کھول کر لکھا جا چکا ہے۔

اب ناظرین غور کریں کہ **یوم الدین** کے معنے عام ثابت ہوئے یا خاص۔ قرآن مجید سے تو اس کے معنے عام ہی ثابت ہوتے ہیں۔

اگرچہ سیالکوٹی نے اعتراض کیا ہے کہ اپنے معنوں کی تصدیق اور تائید کے لئے کسی بزرگ کے قول کو لکھے۔ مگر اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ **اکابران امت** میں ایسے لوگ بہت ہیں جنہوں نے **یوم الدین** کو عام قرار دیا ہے۔ ایک عظیم الشان اہل باطن نے **یوم الحساب** کے معنی اس دنیا میں بھی حساب کا ہونا قرار دیا ہے۔ یہ میں یوم الحساب پر لکھتے وقت انشاء اللہ العزیز بیان کرونگا۔ اور اس بزرگ کی اصل عبارت بھی درج کردی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ (باقی تیسرے نمبر میں)

ستیارتھ پرکاش پر ایک مختصر ریویو

(رقمزدہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب)

آریہ سماج کا سارا دار و مدار ستیارتھ پرکاش پر ہے اور اسی کی وہ کثرت سے اشاعت کرتے ہیں۔ اس میں علاوہ اپنے مذہب کے اصول بیان کرنے کے پنڈت دیانند صاحب نے دوسرے مذاہب پر اعتراض بھی کئے ہیں۔ اور اس طرح اپنے متبعین کے لئے مباحثات کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آریہ سماج تمام مذاہب پر اعتراض کرنے میں درجہ اول رکھتی ہے اور غلط و درست عیب جیئی میں لگی رہتی ہے۔

ستیارتھ پرکاش میں یوں تو بہت سی باتیں قابل مضحکہ ہیں لیکن اس موقعہ پر ہم چند عجائبات پر ریویو کرنا چاہتے ہیں۔ جن کا حل ہماری سمجھ میں کوئی نہیں آتا۔ امید ہے کہ آریہ سماجی پرچارک اور اخبارات خصوصاً پرکاش و مسافران آگرہ و جالندہر ان عقدوں کو حل کرکے ستیارتھ پرکاش کے مصنف کا دامن بیہودہ تحریروں کے الزام سے پاک کریں گے۔

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے باب ۱۴ میں مسیحیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴۲۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹالدیوے۔ اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھلاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا۔ (متی باب ۵ آئت ۱۹ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹)

محقق (یعنی پنڈت دیانند) ... یہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے۔ کہ جو ان حکموں کو نہ مانیگا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائیگا (صفحہ ۶۲۱)

پنڈت صاحب نہ معلوم اس وقت کس حالت میں تھے۔ کیا یہ کہنا کہ فلاں بات کے خلاف کرنے والا دکھ پائیگا اور بازی ہوگا۔ لالچ اور خوف ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا پنڈت دیانند جو بار بار لکھتے ہیں کہ اصل ناجی وہی ہے کہ جو وید کی تعلیم پر عمل کرے اور دوسرے سب جونوں میں پڑے رہیں گے تو کیا یہ لالچ وخوف نہیں۔ اگر یہ لالچ وخوف نہیں تو مسیح کا مقصد بالا فقرات کہنا بھی لالچ و خوف نہیں۔ اس کا جواب تو یہ ہوسکتا تھا کہ مسیحیت کی تعلیم کو ناقص یا غلط ثابت کرکے پنڈت صاحب کہتے کہ یہ تعلیم الٰہی نہیں اور اس کا خلاف کرنے سے کچھ خوف نہیں۔ نہ کہ وہ جواب دیتے۔ جو لکھا گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۶۲۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا (متی باب ۷ آئت ۲۱) محقق غور کیجئے۔ کہ اگر بڑے بڑے پادری بشپ اور کرسچن لوگ عیسیٰ کا یہ قول سچا سمجھتے ہوں۔ تو عیسیٰ کو خداوند کہکر کبھی نہ پکاریں۔ اگر اس بات کو نہ مانیں گے۔ تو گناہ سے کبھی نہ بچ سکیں گے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱ و ۶۲۲)

مسیح تو اپنے مریدوں کو یہ کہتا ہے کہ صرف زبانی خداوند کہنے سے کام نہیں چلیگا۔ بلکہ ایمان بھی ہونا چاہئے۔ پنڈت صاحب یہ معنے سمجھے کہ جو خداوند کا لفظ مسیح کی نسبت استعمال کرے وہ گنہگار رہے۔ حالانکہ عبارت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ الفاظ پنڈت صاحب کے معانی کی تائید کرتے ہیں۔ جو شخص اردو کی عبارت بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو یہ رتبہ کس طرح مل سکتا ہے۔ کہ کل دنیا کی مذہبی کتب پر ریویو کرنے بیٹھے۔ پنڈت صاحب کے اس اعتراض سے آپ کی لیاقت علمی ظاہر ہوتی ہے۔ کاش کہ آریہ پبلک نے بھی سمجھا اس قسم کے فضول قطعات کو ستیارتھ پرکاش سے نکالدیں۔

اعتراض نمبر ۱۰۵۔ اس واسطے ایسے خدا کے تخت کے آگے ہی اور اس ہیکل میں رات دن اس کی بندگی کرتے ہیں (مکاشفات یوحنا باب ۷ آئت ۱۵)

محقق! کیا یہ اول درجہ کی بُت پرستی نہیں ہے اور کیا ان کا خدا انسان کی مانند مجسم اور محدود المکان نہیں ہے۔ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے۔ اگر سوتا ہے تو رات کے وقت بندگی کیسے کرتے ہونگے اور اس کی نیند بھی دور ہوجاتی ہوگی۔ اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہوگا۔ تو بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۴۳)

اس اعتراض کو دیکھ کر بیساختہ پنڈت صاحب کے ذہن رسا کی داد دینی پڑتی ہے۔ کیا معقولیت کے ساتھ دو قضیئے بنائے ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ کیا مسیحیوں کا خدا سوتا ہے اگر سوتا ہے تو وہ لوگ رات دن اس کی بندگی کیوں کرتے ہیں اور اگر نہیں سوتا۔ تو پھر پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ پنڈت صاحب کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ آریوں کے خدا کا کیا حال ہے۔ چونکہ دنیا گول ہے۔ اس لئے ہر وقت اس کی عبادت ہوتی ہوگی۔ پھر اگر وہ سوتا ہے تو عبادت کیونکر ہوتی ہے۔ اور اگر جاگتا ہے تو خود بقول پنڈت صاحب کے وہ بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ واقعی پنڈت صاحب کی معرفت یہ بات نئی معلوم ہوتی ہے کہ نہ سونا خدا کے لئے بھی مضر ہے ؎

بدیں عقل و دانش بباید گریست

پھر اسلام پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے اور قرآن شریف کا کوئی ترجمہ لیکر ایک آئت کا ترجمہ پہلے نقل کرتے ہیں۔ پھر اس پر اعتراض جماتے ہیں۔ اعتراض تو سب غلط و بے بنیاد ہیں۔ لیکن بعض بعض تو نہایت قابل مضحکہ ہیں چنانچہ چند ایک ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۳۶۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے (سورہ بقرہ آئت ۲۴)

محقق! اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے۔ سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہ اس میں کہا ہوا خدا ہوسکتا ہے۔ صفحہ ۶۷

اول تو پنڈت صاحب نے آئت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ آئت تو یہ ہے۔ **یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافہ** اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تمام کے تمام کامل فرمانبرداری اور سلامت روی کے طریقوں کو اختیار کرلو۔ ورنہ جبکہ وہ پہلے ہی مسلمان تھے۔ تو اس کے کیا معنی ہوئے کہ اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ یہ ظاہری ایمان کے بعد حقیقی اخلاص اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہے۔

دوسرے اگر بفرض محال پنڈت صاحب کے اعتراض کو پرکھنے کے لئے اس ترجمہ کو صحیح بھی قرار دیدیا جائے۔ تب بھی اعتراض فضول اور خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب کہ خود پنڈت دیانند کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ آریہ مذہب میں داخل ہوکر ہی نجات مل سکتی ہے اور بغیر ویدوں کے ماننے کے انسان سرخرو نہیں ہوسکتا ہے تو کیا ان کے اعتقاد پر یہ اعتراض نہ وارد ہوگا۔ کہ کیا خدا صرف ویدوں کے ماننے سے خوش ہوتا ہے۔ کیا وہ آریوں کا طرفدار ہے۔ اور پھر ہر ایک سچائی پر اعتراض ہوگا۔ کہ کیا خدا اس سچائی کا طرفدار ہے جب اسلام کا دعوے ہے کہ کل سچائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تو کیا یہ کہا جائے۔ کہ اسلام کے باہر جسقدر گند ہیں۔ ان سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ان میں ملوث انسان کو نجات عطا کرتا ہے۔ جب آریوں کا ویدوں کی نسبت یہی عقیدہ ہے تو پنڈت صاحب کو اسلام پر اعتراض کرنے کی کیا سوجھی ؎

نیش عقرب از پئے کین است

مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض نمبر ۱۴۱۔ جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۵۰)

محقق۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں۔ وے سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صفحہ ۶۷۰

جس آئت پر پنڈت صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے۔ **للہ ما فی السموٰت والارض** یعنی جو کچھ آسمان و زمین میں ہے

انتقال پر ملال

۲۹ اگست ۱۹۱۱ء بوقت ۹ بجے صبح سید اکبر علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس اپنے معزز افسر مسٹر کیمل صاحب بہادر کے ہمراہ شہر بٹالہ کو آرہے تھے کہ سید صاحب کی گھوڑی جھکی اور اپنے سوار کو لے بھاگی۔ اور کوشش سے رُک نہ سکی۔ اور آپ اس سے گرتے ہی دماغ کے پھٹ جانے سے طرفۃ العین میں راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ سید صاحب مرحوم اعلیٰ درجہ کے دیانت دار۔ متقی و پرہیزگار۔ خلق مجسم۔ نکوکار۔ درویش طبع ملنسار۔ جملہ صفات انسانی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کی اس ناگہانی موت کا اہل بٹالہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور ہر ایک گلی کوچہ میں آپ کی ہردلعزیزی اور نیکیوں کا ذکر کرکے تمام ہندو مسلمان رنج و افسوس کرتے تھے۔

قریباً ۶ بجے شام کے آپ کا جنازہ نہایت عزت و شان کے ساتھ اُٹھایا گیا جس کے ہمراہ مسٹر کیمل صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گورداسپور معہ اپنے ماتحت عہدہ داران و ملازمین باوردی (جنہوں نے جنازہ کی حسب قاعدہ سلامی کی) و خان محمد ظفر خان صاحب ای۔ او۔ ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر و مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مقیم بٹالہ و ملک قادر بخش خانصاحب تحصیلدار و خان غلام حسن خان صاحب لالہ دلیھ کی نندن صاحب منصفان و وکلاء صاحبان و اہلکاران و معززز رؤسا ہندو و مسلمان بٹالہ تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں (جو ایک وسیع باغ میں ہوئی) تین ہزار سے زیادہ مسلمان شامل تھے۔ جس کے ادا کرنے کے وقت صاحب بہادر موصوف و معزز ہندو صاحبان مفہوم خاطر باغ میں موجود رہے۔ شاہ صاحب مرحوم معزز و مشہور خاندان میاں صاحب بٹالہ سے تھے۔ جو عزت و قدر آپ کی تھی۔ اور آپ کی وفات پر کی گئی یہ محض آپ کی ایمانداری و نیکوکاری و ہردلعزیزی کا نتیجہ ہے اور آپ کی زندگی اور موت ایک اچھا نمونہ واسطے دنیا کے سبق ہر ایک مسلمان کے ہے۔ اور آپ بالکل اس قول کے مصداق ہوگئے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو ۔۔۔ ہمہ خنداں بوند و تو گریاں

آنچناں زی کہ وقت مردن تو ۔۔۔ ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

مرحوم کے تین پسر خورد سال نہایت واجب الرحم ہیں۔ اور آپ کے بھائی محمد حسن صاحب سب انسپکٹر ریلوے پولیس بھی اچھی صفات رکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو اور آپ کے پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو غریق رحمت کرے۔

مسٹر کیمل صاحب بہادر کی ہمدردی اور مہربانی اور خاص تکلیف (جو سخت گرمی کے وقت آپ نے برداشت کی) اور رقم ۵۰ کا عطیہ جو اپنی جیب خاص سے مرحوم کے یتیموں کو بطور دستاربندی کے عطا فرمایا اور جس سے اور کئی طرح کی بھی امید ہے۔ خاص کر شکریہ کے قابل ہے اور ایسے نیکدل یورپین افسروں کا وجود باوجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور خان محمد ظفر خان صاحب جو بٹالہ میں ایک قابل قدر ہر طرح سے لائق تحسین و آفرین حاکم ہیں) ان کا بھی پسماندگان و احباب شاہ صاحب مرحوم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مرحوم کے جنازہ کا بہ توجہ خاص حسن انتظام و اہتمام فرمایا اور [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور عرض از ظہیر

ناظرین الحکم منشی ظہیر الدین صاحب کے نام سے واقف ہیں کیونکہ وہ ایک وقت الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور علاوہ ازیں وہ پہلے ظہور میں آنے والے "اذالنبی اللہ کا ظہور" اور رد خطبۃ الولی وغیرہ رسالہ جات کے مشہور مصنف ہیں اس لئے مجھے ان کے انٹروڈیوس کرانے کی چنداں حاجت نہیں وہ چند روز سے دارالامان میں ہیں اور انہیں حضرت خلافت مآب کے حضور کچھ وقت گذارنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف اوقات میں جو کچھ انہیں بطریق نصیحت فرمایا اس کا خلاصہ انہوں نے مجھے سنایا ہے اور میں نے ان کے ایماء سے مناسب سمجھا کہ اسے الحکم میں چھاپ دوں۔ تاکہ دوسروں کو فائدہ پہنچے اور بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوں۔

بعض موجودہ اختلافات متعلقہ احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر جو کچھ مخالف اخباروں میں لکھا جا رہا ہے اور المنیر وغیرہ زور دے رہے ہیں کہ اب خلیفۃ المسیح اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ ان کو لکھ دو کہ خلیفہ کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ وہ پوزیشن صاف کرتا رہے۔ میں کوئی مامور نہیں ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ جو پیغام یا وغیرہ میں ہماری جماعت کے لوگ مضامین چھپواتے ہیں۔ وہ سلسلہ کا دشمن ہے۔ نیز یہ کہ کیوں یا مجھ سے فیصلہ نہیں کرایا جاتا ہر شخص کیوں خود ہی فیصلہ کرنے بیٹھتا ہے جو مجھے خلیفۃ المسیح کہتا ہے اس کا یہ حق نہیں۔

اور میں نے اگر کسی تحریر پر اپنی پسندیدگی کا ذکر کیا ہے تو کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس امر میں پسند کرتا ہوں جبکہ میری رائے پہلے شائع ہو چکی ہے اور میں ظاہر کر چکا ہوں کہ اصولی اختلاف نہیں ہے۔ ہاں میں اگر حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر یا صحیح اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جاوے۔ ورنہ نہیں جو کچھ کہتا ہوں وہ ماننا چاہئے۔ خلیفہ ماننے کے یہ معنے نہیں کہ جو بات اس کی اپنی سمجھ اور عقل میں آجاوے وہ مان لی جاوے اور دوسری سے انکار ہو۔ اس طرح پر تو ایک عقلمند اور معمولی انسان کو بھی خلیفہ مانا جا سکتا ہے۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ وہ قوم میں نظام وحدت قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی قسم کا تفرقہ ہو۔ ایسے لوگ جو تفرقہ پیدا کرنے والے اسباب کو پیدا کرتے ہیں وہ خواہ کوئی ہوں اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایسا ہی وہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتے جو دوسروں کے پاس اپنے کسی بھائی کے متعلق غلط فہمی پھیلاتے اور ان کی نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں اس طریق کو آپ سخت ناپسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ وحدت جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیدا کی ہے قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے کئی مرتبہ ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں۔ کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔

غرض آپ کے اندر زوردار خواہش ہے کہ **نظام وحدت** کو قائم رکھا جاوے اور **حقوق اخوت** کی قدر کی جاوے۔ ایسی باتیں جو جماعت میں اختلاف پیدا کرتی ہیں انہیں ہرگز نہ پیدا کیا جاوے اگر اس قسم کی باتیں ہوں۔ تو پھر ہزاروں اختلاف ہو سکتے ہیں۔

حضرت [illegible]

مسلمانوں کا ذبیحہ

(از شہزادہ سید سردار شاہ صاحب گیلانی پروفیسر و ٹرنری کالج لاہور)

حضور سرور کائنات کی سنت سنت اللہ ہے۔ جو فرائض یا سنن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے لئے بموجب حکم الٰہی مقرر فرمائے ہیں ہر ایک زمانہ کی فلسفیانہ تحقیقوں کے عین موافق اور اصول حفظان صحت کے بالکل مطابق ہیں۔ اگر ان میں سے کسی فرض یا سنت کو ہم علوم جدیدہ کے انکشافات کے خلاف پائیں تو اس میں یقیناً ہماری معلومات کا قصور ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مثالاً میں مسلمانوں کے ذبیحہ کا مختصر ذکر کرکے بتانا چاہتا ہوں کہ ذبح کا یہ طریقہ اصول حکمت سے تطابق کلی اور توافق تام رکھتا ہے اور یوں ہی بے سوچے سمجھے نہیں وضع کر دیا گیا بلکہ عالم علم لدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بڑی حکمت بالغہ سے تجویز فرمایا ہے۔

یہ علمی حقیقت ہے جس پر تمام حکمائے زمانہ متفق ہیں۔ کہ انسانی غذا کے لئے گوشت کو خون کی آمیزش سے پاک ہونا چاہئے۔ اور یہ بات علمی تجربات سے پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ جانور کی لاش اسی صورت میں بے خون ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُس کے گلے پر تیز دھار کی چھری پھیری جائے۔ یہاں تک کہ گردن کی شرائین کٹ جائیں اور ان کی راہ سے جسم کا تمام خون دل کی قوت دافعہ کی مدد سے کھنچ کھنچا کر نچڑ جائے۔ جانور کو بغرض خورش ہلاک کرنے کا یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ اسلامی طریقہ جدید ترین علمی تحقیقات کے مطابق ہے۔ اس طریقہ کے خلاف اگر جانور کو اس طرح ہلاک کیا جائے کہ اس کے گلے سے خون رواں نہ ہو۔ تو خون لاش کے اندر رہ جائے گا۔ جو علمی اصطلاح میں مضر صحت اور اسلامی اصطلاح میں حرام ہوگا۔

ذبح کے وقت اگر اتفاق سے جانور کا سر تمام ہو جائے۔ تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حلال تو ہے لیکن اس کا کھانا مضر صحت ہونے کے باعث کسی حد تک نادرست ہے یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور اس میں ایک ایسی حکمت اور بصیرت مرکوز ہے جس کے ادراک کے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک علم لدنی سے لبریز دماغ درکار تھا اور وہ دماغ حضور سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان تمہ دور زمان علیہ افضل التحیات کا دماغ اقدس تھا جس نے باوجود علوم ظاہری سے نامانوس ہونے کے تشریح اجسام حیوانی کی اس دقیق حقیقت کا ادراک کر لیا۔

ماہرین فن تشریح ابدان نے ثابت کیا ہے کہ دماغ و حرام مغز کے سلسلہ نظام عصبی کے علاوہ جو حیوانات کی کھوپڑی اور ریڑھ کے خول سے شروع ہو کر حیوانات کی جسمانی ساخت میں پھیلتا ہوا اُن کو محرک و مدرک قوت عصبی عطا کرتا ہے۔ اعصاب کا ایک اور نہایت ضروری سلسلہ بھی جسم حیوانی کے اندر موجود ہے جس کا نام "ویز و موٹر نروس سسٹم" (سلسلہ اعصاب متحرکہ منعکسہ) ہے۔ اس سلسلہ اعصاب کی دو سفید ڈوریاں حیوانات کی گردن یا گرد ی کے دونوں جانب سے شروع ہو کر پیٹھ پر جا ختم ہوتی ہیں اور ان کی ساخت میں جا بجا عصبی غدودی گرہیں پائی جاتی ہیں۔ جو قوت عصبی کا مرکز ہوتی ہیں اس سلسلہ اعصاب کا فعل نہایت اہم ہے۔ جملہ اندرونی آلات انہضام وغیرہ کے غیر اختیاری عضلات کو حرکت میں لانا انہیں مفید اعصاب کا فعل ہے۔ ڈھیلے سے بیرونی عضلات کی حرکت ہمارے اختیار میں ہے

اسلام میں بدعات

وہ کون سے سیاسی، کاروباری، اور معاشرتی معاملات ہیں۔ جن کے ہر ایک پہلو کو اسلام نے نہایت خوبی اور بسط و تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ وہ کون سے مادی ترقی اور اخلاقی ترقی کے اصول و اسباب اور کونسی زندگی کی ضروریات ہیں جن کے ہر ایک دقیق سے دقیق مسئلہ پر اسلام نے روشنی ڈال کر ہماری فلاح و بہبودی کو مدنظر نہ رکھا ہو۔ وہ کون سی دین یا دنیا کی مفید باتیں ہیں۔ جن کو عملی صورت میں لانے کے لئے اس نے ہمیں طرح طرح کی ترغیبیں نہ دی ہوں۔ وہ کونسی ہمارے لئے دوجہان کی مضرت رساں چیزیں ہیں۔ جن سے روکنے کے لئے اس نے کئی کئی پیرایوں میں ہمیں خوف نہ دلایا ہو۔ جو امور ہماری اجتماعی قوت پر اچھا اور خوشگوار اثر ڈالنے والے تھے۔ ان تمام کو اس نے ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ اور مختصر یہ کہ اسلام ہماری مادی اور سیاسی ترقی کی سیڑھی اور دنیاوی اور دینی قدر و منزلت اور اقتدار کا اعلیٰ درجے کا ذریعہ ہے۔

جب ہم اسلام کے پہلے دور کی تاریخ پر ایک عمیق نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے جو چار دانگ عالم میں اپنی صداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور بڑی بڑی عظیم الشان اور زبردست طاقتوں کو شکست فاش دیکر اپنا لوہا منوالیا تھا۔ اور بڑے بڑے اولوالعزم فرمانرواؤں اور حکمرانوں کے دلوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ تو اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مسلمان اس کی حبل متین کو ایک جان ہوکر مضبوط ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور ان کے تمام کاروبار میں یہی دستور العمل ہوتا تھا۔ اس کی پیروی کو وہ اپنی زندگی کی اصلی غائت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی جماعت نے لاکھوں اقوام پر غلبہ پا لیا تھا۔ اور کوئی بڑے سے بڑا لشکر بھی ان کی ہمت استقلال اور مستعدی پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔ اسی کی بدولت جہاں ناقوس بجا کرتے تھے۔ وہاں اذانوں کی مبارک آوازیں گونجنے لگیں۔ اور جہاں ناپاک بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ وہاں اس وحدہٗ لاشریک کی پوجا ہونے لگی۔ اسی کی پیروی سے بڑے بڑے مقتدر بادشاہوں نے بڑے بڑے خونریز معرکوں کے بعد نہائت ذلت و خواری سے مسلمانوں کے آگے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں۔ اور چونکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کو وہ ہر ایک امور میں اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔ اس لئے ہر ایک موافق و مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے علمی اخلاقی سیاسی اور تمدنی میدانوں میں قدم رکھکر یہاں تک ترقی کی کہ ابنائے جنس نہائت حسرت کی نگاہ سے اس کو دیکھنے لگے علم و فضل کی نہائت مضبوط بنیادیں قائم کر کے اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا۔ جب اسلام نے یہاں تک حیرت انگیز ترقی کی۔ تو بحکم ہر کمالے را زوالے کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے۔ جن کی وجہ سے تنزل اور انحطاط نے اس کے میدان ترقی میں اپنا قدم رکھنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی خانہ جنگیوں اور

ذاتی کاوشوں نے اپنا ناگوار اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ جن سے اسلام کے وہ پاک اصول جنہوں نے مسلمانوں کو ریگ اعلیٰ ترقی پر پہنچا دیا تھا۔ مٹنے شروع ہوگئے اور رفتہ رفتہ وہ سب سب نظر انداز کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی متفق قوت اور مجموعی طاقت کے ستون گرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے عظیم الشان قصر کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کی یہ حالت دیکھکر دشمنوں کو بھی جو اسی گھات میں لگے رہتے ہیں کہ کب ان کے درمیان پھوٹ پڑے اور ہم اپنا الو سیدھا کریں۔ اپنی آرزو پوری کرنے کا موقعہ مل گیا اور انہوں نے ان کی رہی سہی حالت کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ خاصکر موجودہ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور کونسا سخت سے سخت دل انسان ہوگا۔ جو ان کی اس حالت زار کو دیکھکر اشک حسرت نہ بہائیگا۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ کہ آجکل کے مسلمانوں میں بدعت کی گرم بازاری ہے اور اس کا بھوت ان پر کچھ ایسا سوار ہوگیا ہے۔ کہ بت پرستوں میں اور ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔ جس توحید کی اسلام نے بنیاد قائم کی تھی۔ اس کی بجائے انہوں نے بدعات کی بنیادیں قائم کرلی ہیں۔ اور سب سے زیادہ رونا اس وقت آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی پیشواؤں کے گروہ نے جہلاء کے دلوں میں بدعات کی جڑیں اور بھی مضبوط کر دی ہیں۔ اور اپنے کیسے پُر کرنے کے لئے ایسے ایسے حیلے تراشتے ہیں جو شیطان کے باپ کو بھی نہیں سوجھتے۔ وہ کون ہیں۔ آجکل کے گدی نشین۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اس نامراد گروہ کا کچھ ایسا بُرا اثر پڑا ہے۔ کہ سر توڑ کوششوں سے بھی ان کی حالت سدھرنی مشکل نظر آتی ہے۔ جہلاء کے مختلف طبقوں کے لوگ ان کے زیر حکومت ہوتے ہیں۔ اور اپنی دینی اور دنیاوی حاجات کی کلیدیں ان کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں۔ ان کو اعتقاد ہوتا ہے کہ ہمارا بقا و فنا۔ آرام و تکلیف غرض تمام امور اس احکم الحاکمین نے ان کے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو آن کی آن میں زمین و آسمان کو اُلٹ پلٹ کر دکھائیں۔ اور ایک نگاہ سے کرہ ارض کو ہباءً منثوراً کر دیں۔

یہ گروہ ایک مقدس گروہ سمجھا جاتا ہے اور واقعی کسی زمانہ میں اس گروہ نے اسلام کا مغز نکال کر رکھدیا تھا اور اس کی ایسی شاہراہوں کا کھوج لگایا تھا۔ جن سے باطنی جذبات میں ایک حیرت انگیز حرکت آجاتی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ موجودہ گروہ نے اپنی پولیٹکل چالبازیوں سے اس پاک اور مقدس گروہ کو بھی بدنام کر دیا ہے۔ یہ لوگ روحانی اسرار اور باطنی جذبات سے واقف ہونا تو درکنار شریعت کے سیدھے سادے احکام سے بھی نابلد اور ناواقف ہوتے ہیں۔

صبح سے شام تک امت مرحومہ کے بعض بھولے بھالے افراد سے ٹکے بٹورنے اور ان کے دلوں میں اپنا اعتقاد جمانے کے ذرائع سوچتے رہتے ہیں۔ ان بیماروں کو طرح طرح کی امیدیں دلاتے ہیں۔ اور روز قیامت کے تمام مصائب کے ذمہ وار ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو مالدار دیکھتے ہیں۔ تو ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور اس کو دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ یہ لوگ صوم و صلوٰۃ سے ناآشنا فسق و فجور کی تمام شاہراہوں سے واقف اور مکر و فریب کے داؤ پیچ میں یکتا ہوتے ہیں۔ ان کو لازم تھا۔ خواہ کچھ ہی کرتے مگر مرکز اسلام سے باہر قدم نہ رکھتے حدود شرعی سے بالکل دور نہ جا پڑتے اور انسانیت اور عبودیت کے دائرے سے باہر نہ نکل جاتے۔ مگر افسوس یہ برائے نام مسلمان اس وحدہٗ لاشریک پر بھی حملہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا معمہ ہے۔ خدا پر حملہ کرنے کے کیا معنے؟ مگر امید ہے کہ آپ کا بھی یہی اعتقاد ہوگا۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ کرنا کفر ہے۔ مگر خانقاہوں وغیرہ پر جاکر دیکھو۔ کہ قبروں پر اور اس گروہ کے آگے صبح سے شام تک لاکھوں سجدوں تک نوبت بلا مبالغہ پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ بات سچ ہو۔ تو آپ ہی انصاف سے بتائیں۔ کہ فرعون اور ان کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا۔ وہ ان سے اچھا تھا۔ کیونکہ وہ علانیہ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ اور ان کی اس پالیسی سے کچھ منافقانہ جھلک نظر آتی ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمان کہلا کر اسلام کی پاک گود میں بیٹھکر اسلام کی سفید داڑھی کو نوچتے ہیں۔ اور اس پر ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔

ان کی محفلوں میں سرود اور رقص کی خوب آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ جسقدر اسلام نے اس زہریلے مادہ کو رد کیا تھا۔ اسی قدر انہوں نے اس کے رواج دینے میں خوب مستعدی اور جانفشانی دکھائی ہے۔ ان محفلوں میں ان کو ایسے ایسے وجد آتے ہیں جن پر بیوقوف سے بیوقوف شخص کو بھی ہنسی اڑائے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

کیا اب وہ وقت نہیں۔ کہ علمائے کرام نہائت سرگرمی سے شریعت کا زبردست کوڑا ہاتھ میں لیکر امت مرحومہ کے جاہل افراد کو اس ناپاک گروہ کے پنجوں سے بچائیں۔ اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگائیں۔ اگر کچھ اور عرصہ علماء کی طرف سے خاموشی رہی۔ تو یقیناً یہ یاجوج ماجوج کا گروہ اسلامی برکات کو ایک ایک کر کے مٹا دیگا۔ اور اس کی رہی سہی حالت کو اور بھی خطرناک کر دیگا۔ غرض جہاں اور طرح طرح کے ناگوار حملوں سے اسلام کا دم ناک میں آگیا ہے۔ اور اس کے اپنے گھر کے آدمی بھی اس کی جڑوں کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھا رہے ہیں۔ معزز علماء کو اور کام چھوڑ کر بدعات اور رسومات قبیحہ کے بدنما داغ کو اس کے دامن سے دور کرنا چاہیئے۔ ورنہ قیامت کے روز اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ضرور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور اس وقت کچھ جواب نہ پڑے گا۔ (ترجمہ اللواء از روزانہ ...)

ہم جب چاہیں اور جس طرح چاہیں انہیں حرکت میں لا سکتے ہیں۔ بازوؤں اور ٹانگوں وغیرہ کی حرکت انہیں بیرونی عضلات کی جنبش اختیاری کا نتیجہ ہے لیکن بدن کے اندرونی عضلات کی حرکت ہمارے حیطہ اختیار سے باہر ہے۔ خواہ ہم سوتے ہوں یا جاگتے قلب برابر متحرک رہیگا۔ نفس کی آمد و شد پھیپھڑوں کے ذریعہ سے برابر جاری رہیگی۔ نبض کا تموج بدستور برقرار رہے گا۔ اور اس میں ہماری قوت ارادی کو کچھ دخل نہ ہوگا انہیں اضطراری حرکات اندرونی میں معدے اور آنت وغیرہ کی حرکات شامل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے غذا ہضم ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ ضروری حرکت دل کی حرکت ہے اور جو شرائین دل سے نکلتی ہیں۔ ان سب کی جنبش انقباضی و انبساطی انہیں اعصاب کے توسل سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

نظام عصبی کے اس طرز عمل کو مدنظر رکھنے اور قوت غور و فکر سے ذرا سا کام لینے سے صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ اگر مذبوح جانور کا سر قلم کر دیا جائے تو سلسلہ اعصاب متحرکہ منعکسہ کی ڈوری کٹ جانے سے ان کا فعل درہم و برہم ہو جائیگا۔ اور جو تعلق اُن کو دماغ سے تھا جو قوت ارادی کا مرکز ہے۔ اس کے قطع ہو جانے کے باعث شرائین اپنا کام انجام نہ دے سکینگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دل اور اس کے عروق متعلقہ مفلوج و غیر متحرک ہو جائیں گے اور بہت سا خون جسم کے اندر رہ جائیگا۔ جس کی وجہ سے لاش بے خون نہ ہو سکیگی۔ بخلاف اس کے جب گلا آلہ جارحہ سے کاٹا جاتا ہے اور سر دھڑ کے ساتھ ہی رہتا ہے تو دل کی حرکت کے کچھ دیر تک جاری اور شرائین کی جنبش کے سلسلہ کے برقرار رہنے سے سارا خون رفتہ رفتہ جسم سے نچڑ جاتا ہے۔ حتّٰی کہ دورانی خون کی ایک بوند بھی باقی نہیں رہتی۔

یہ ہے حکمت بالغہ ذبح کے اُس طریقہ میں جس سے تیرہ سو سال قبل کل دُنیا بے خبر اور لاعلم تھی لیکن ہمارے ہادیٔ برحق بخوبی آگاہ تھے۔

اب ہم اس حقیقت کی بھی توضیح کئے دیتے ہیں کہ لاش بے خون کیوں ہونی چاہئیے۔ جو شخص علم الابدان اور علم الامراض و علم حفظان صحت کے اصول سے کچھ بھی آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ جس طرح جسمانی پرورش اور بقائے حیات کا ذریعہ خون ہے اسی طرح امراض متعدیہ کے جراثیم کی پرورش اور جسم کے ان سے متاثر ہو جانے کا ذریعہ بھی خون ہی ہے اور باستثنا چند اُن امراض کے جن کا زہر اعصاب کے ذریعہ سے جزو بدن ہوتا ہے۔ باقی سب امراض کا زہر جسم میں خون کے ذریعہ پھیلتا اور باعث ہلاکت ہوتا ہے۔

حضور خواجہ دو جہاںؐ اس علمی حقیقت سے واقف تھے نفع رسانی خلائق و خیر خواہی ابنائے جنس کے اس پاک جذبہ سے متاثر ہو کر جو حضور انورؐ کے قلب مبارک میں جناب باری کی طرف سے ودیعت ہوچکا تھا آپؐ نے قصد فرمایا کہ استعمال خون کی مضرتوں سے جسے اکثر قومیں بشکل خام و پختہ مقوی غذا تصور کرتی تھیں دُنیا کو آگاہ کریں اسی لئے وما ینطق عن الھوٰی کے مصداق اعظم نے قانون نافذ فرمایا کہ دم مسفوح حرام ہے پس۔ اتباع سنت نبوی مسلمانوں نے دم مسفوح کو حرام قرار دیا اور نجس ہونے کے لحاظ سے اسے لحم خنزیر و میتہ کے برابر تصور کیا۔

"زمیندار" کے گذشتہ نمبر وفیرہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہندو اخبار نویس حلال گوشت کو جھٹکے یعنی سر قلم شدہ جانور کے گوشت کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں مذہباً ان اخبار نویس حضرات کو بیشک اختیار ہے کہ وہ جھٹکے کو پوتر سمجھیں اور ہم اسے حرام سمجھتے ہیں لیکن علمی لحاظ سے ہم ثابت کر ہی چکے ہیں۔ کہ جھٹکے کا گوشت بوجہ اس کے کہ اس کے اجزا دورانی خون کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتے نہ معین صحت و ممد حیات ہونے میں کسی طرح حلال گوشت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(زمیندار)

درخواست دعا

منشی عبدالغنی صاحب نقل نویس جہلم امتحان عرضی نویسی میں شریک ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ کامیاب ہوں۔

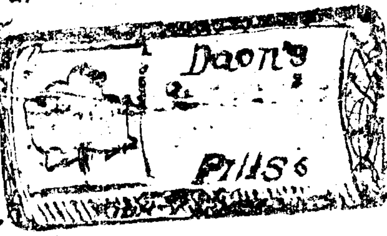
مجربات نوردین جلد سوم

چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ اور فروخت ہو رہی ہے۔ قیمت فی جلد ۱۰/ ۔ منیجر کارخانہ الحکم قادیان سے طلب کریں۔

نوٹ:۔ اس کی جلد اول اور دوم بھی فی جلد ۱۰/ کے حساب سے مل سکتی ہیں۔ منیجر الحکم

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض

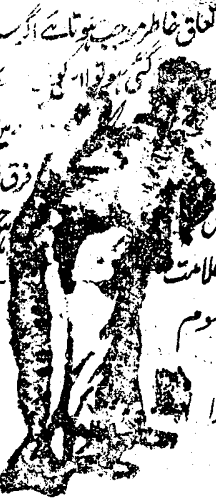


سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت یعنی صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ گٹھیا کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی دل کا گھبرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۲/ و ۸/ و ۱۲/ والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۱۲/ والی شیشی سے ۱۲/ والی شیشی ڈون۔ پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی

[illegible]

والدین کو ہمیشہ بچوں سے تعلق خاطر رہتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اسکو کیلسٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہوجائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔



اسکاٹ اینڈ باؤن مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولیاں کھا کر سوجاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ جسے گولی نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل مقدار ۸ وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ لہٰذا ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ / ایک سے چھ شیشی تک محصول ڈاک ۵ /

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہوتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جیسے سر چمک ٹیک رگوں میں لہر سی ان کنپٹی جو کہیں چھٹانی ہو اسکے واسطے فوراً آرام ہوجاتا ہے۔ دردِ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہوجاتا ہے۔ اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ایک ڈبیہ ۶/ محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible] کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری نے ... مریضوں کو آج کل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس سے بھی ہوسکتا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ /

طلا طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائینگے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ /

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ /

سفوف دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ قیمت فی بکس ۴ /

... اکرام ... خادم ... حکیم ... پتہ ...

...

... سرکاری ...

... کتاب ... قابلیت ... کا استعمال

فن ... کے متعلق اس ... انگریزی کا ...

سرکاری لفظ فارسی یا انگریزی اور اردو یا ...

... کیا۔ اور تمام مطلب ادا کرنا ضروری ہے

... کتاب ... کا ہونا نہایت ضروری ہے

... اس کتاب ... قیمت فی جلد ...

... ملنے کا پتہ ... طلب ...